بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت صحابی حضرت مصعب بن عمیرؓ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28 فروری 2020 بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج جن صحابی کا ذکر ہوگا ان کا نام ہے حضرت مصعب بن عمیر۔ حضرت مصعب بن عمیر کا تعلق قریش کے قبیلہ بنوعبدالدار سے تھا حضرت مصعب بن عمیر کی والدہ مکہ کی ایک مالدار خاتون تھی۔ حضرت مصعب بن عمیر کے والدین ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر کی والدہ نے ان کی پرورش بڑی ناز و نعمت سے کی۔ وہ انہیں بہترین پوشاک اور اعلیٰ لباس پہناتی تھی اور حضرت مصعب مکہ کی اعلیٰ درجہ کی خوشبو استعمال کرتے اور حضرمی جوتا جو حضرموت کے علاقے کا بنا ہوا ہوتا تھا امیر لوگوں کے لئے مخصوص تھا وہاں کا جوتا پہنا کرتے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر کی بیوی کا نام حمنہ بنت جحش تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش کی بہن تھیں۔

حضرت مصعب بن عمیر جلیل القدر صحابہ میں سے تھے اور ابتدا میں ہی اسلام قبول کرنے والے سابقین میں شامل تھے لیکن اپنی والدہ اور قوم کی مخالفت کے اندیشہ سے اسے مخفی رکھا۔ حضرت مصعب چھپ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ایک دفعہ عثمان بن طلحہ نے انہیں نماز پڑھتے دیکھ لیا اور ان کے گھر والوں اور والدہ کو خبر کر دی۔ والدین نے ان کو قید کر دیا۔ قید سے کسی طرح نکلے تو ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد بعض مہاجرین حبشہ سے مکہ واپس آئے تو حضرت مصعب بن عمیر بھی ان میں شامل تھے۔ آپ کی والدہ نے جب آپ کی حالت زار دیکھی تو آئندہ سے مخالفت ترک کر دی اور بیٹے کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

حضرت مصعب بن عمیر کو دو ہجرتیں کرنے کی سعادت نصیب ہوئی آپ نے پہلے حبشہ اور بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر کو میں نے آسائش کے زمانے میں بھی دیکھا اور مسلمان ہونے کے بعد بھی۔ اسلام کی خاطر انہوں نے اتنے دکھ جھیلے کہ میں نے دیکھا کہ ان کے جسم سے جلد اس طرح اترنے لگی تھی جیسے سانپ کی کینچلی اترتی ہے اور نئی جلد آتی ہے یہ قربانی کے ایسے ایسے معیار تھے جو حیرت انگیز ہیں۔

مدینہ میں ایک روز مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت مصعب کے پیوند شدہ کپڑوں میں چمڑے کی ٹاکیاں لگی ہوئی تھیں۔ حضرت مصعب بن عمیر نے آ کر سلام کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا اور اس کی احسن رنگ میں ثناء بیان فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ الحمد للہ دنیاداروں کو اُن کی دنیا نصیب ہو۔ میں نے مصعب کو اُس زمانے میں دیکھا ہے جب شہر مکہ میں اس سے بڑھ کر صاحب ثروت و نعمت کوئی نہ تھا۔ یہ ماں باپ کی عزیز ترین اولاد تھی مگر خدا اور اس کے رسول کی محبت نے اسے آج اس حال تک پہنچایا ہے اور اس نے سب کچھ خدا اور اس کی رضا کی خاطر چھوڑ دیا ہے۔

حضرت علی سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت مصعب بن عمیر آئے ان کے بدن پر

چمڑے کی پیوند لگی ہوئی ایک چادر تھی جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کی اس ناز و نعمت کو یاد کر کے رونے لگے جس میں وہ پہلے تھے اور جس حالت میں وہ اب تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا حال ہوگا تمہارا اس وقت جبکہ تم میں سے ایک شخص ایک جوڑے میں صبح کرے گا تو دوسرے جوڑے میں شام کرے گا یعنی اتنی فراخی پیدا ہو جائے گی کہ صبح شام تم کپڑے بدلا کرو گے اور پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے سامنے ایک برتن کھانے کا رکھا جائے گا تو دوسرا اٹھایا جائے گا یعنی کھانا بھی قسم قسم کا ہوگا اور مختلف کورسز سامنے آتے جائیں گے جس طرح آج رواج ہے۔ اور تم اپنے مکانوں میں ایسے ہی پردے ڈالو گے جیسا کہ کعبے پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔ بڑے قیمتی قسم کے پردے استعمال کئے جائیں گے۔ بالکل آج کل کے نظارے ہیں یہ یا اس کشائش کے نظارے جب مسلمانوں کو بعد میں ملی وہ کشائش۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا ہم اس وقت آج سے بہت اچھے ہوں گے اور عبادت کے لئے فارغ ہوں گے۔ ایسی فراخی ہوگی ایسے حالات ہوں گے تو پھر عبادت کے لئے فارغ ہوں گے بالکل اور محنت اور مشقت سے بچ جائیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم آج کے دن ان دنوں سے بہتر ہو۔ تمہاری حالت تمہاری عبادتیں تمہارے معیار اس سے بہت بلند ہیں جو بعد میں آنے والوں کو کشائش کی صورت میں ہوں گے۔

بیعت عقبہ اولیٰ کے موقع پر مدینہ سے آئے ہوئے بارہ افراد نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب یہ لوگ واپس مدینہ جانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کو ان کے ساتھ بھجوایا تا کہ وہ انہیں قرآن پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم دیں۔ مدینہ میں حضرت مصعب نے حضرت اسعد بن زرارۃ کے گھر قیام کیا۔ آپ نمازوں میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ حضرت مصعب ایک عرصہ تک حضرت اسعد بن زرارۃ کے گھر قیام پذیر رہے لیکن بعد میں حضرت سعد بن معاذ کے گھر منتقل ہو گئے۔ حضرت براء بن عاذب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مہاجر صحابہ میں سب سے پہلے ہمارے پاس مدینہ تشریف لانے والے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم تھے۔ مدینہ پہنچ کر ان دونوں صحابہ نے ہمیں قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ حضرت براء کہتے ہیں کہ میں نے کبھی مدینہ والوں کو اتنا خوش ہونے والا نہیں دیکھا تھا جتنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوش ہوئے تھے بچیاں اور بچے بھی کہنے لگے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں۔

سیرت خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب حضرت مصعب بن عمیر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ دارِ ارقم میں جو اشخاص ایمان لائے وہ بھی سابقین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں۔ اول مصعب بن عمیرؓ جو بہت شکیل اور حسین تھے اور اپنے خاندان میں نہایت عزیز و محبوب سمجھے جاتے تھے یہ وہی نوجوان بزرگ ہیں جو یثرب میں پہلے اسلامی مبلغ بنا کر بھیجے گئے اور جن کے ذریعہ مدینہ میں اسلام پھیلا۔ حضرت مصعب بن عمیر مدینہ میں پہلے شخص تھے جنہوں نے ہجرت سے قبل سعد بن خیثمہ کے گھر جمعہ پڑھایا۔ حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسعد بن زرارۃ کو ساتھ لے کر انصار کے مختلف محلوں میں تبلیغ کی غرض سے جاتے تھے۔ حضرت مصعب کی تبلیغ سے بہت سے صحابہ مسلمان ہوئے جن میں کِبار صحابہ مثلاً حضرت سعد بن معاذ، حضرت عباد بن بشر، حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت اسید بن حضیر وغیرہ شامل تھے۔

حضرت مصعب بن عمیر کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں مدینہ میں گھر گھر اسلام کا چرچا ہونے لگا اور اوس اور خزرج بڑی سرعت کے ساتھ مسلمان ہونے شروع ہو گئے۔ بعض صورتوں میں تو قبیلے کا قبیلہ ایک دن میں ہی مسلمان ہو گیا چنانچہ بنو عبدالاشہل کا قبیلہ بھی اسی طرح ایک ہی وقت میں اکٹھا مسلمان ہوا تھا۔ یہ قبیلہ انصار کے مشہور قبیلہ اوس کا ایک ممتاز حصہ تھا اور اس کے رئیس کا نام سعد بن معاذ تھا جو صرف قبیلہ بنو عبدالاشھل کے ہی رئیس اعظم نہ تھے بلکہ قبیلہ اوس کے سردار بھی تھے۔ جب مدینہ میں اسلام کا چرچا ہوا تو سعد بن معاذ کو یہ بُرا معلوم ہوا اور انہوں نے اسے روکنا چاہا۔ اسلام لانے سے پہلے سعد بن معاذ بڑے مخالف تھے مگر اسعد بن زرارہ سے ان کی بہت قریب کی رشتہ داری تھی یعنی وہ ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی تھے اور اسعد بن زرارہ مسلمان ہو چکے تھے اس لیے سعد بن معاذ خود براہ راست دخل دیتے ہوئے رکتے تھے کہ کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو جائے۔

لہٰذا انہوں نے اپنے ایک دوسرے رشتہ دار اسید بن الحضیر سے کہا کہ اسعد بن زرارہ کی وجہ سے مجھے تو کچھ حجاب ہے۔ مگر تم جا کر مصعب کو روک دو کہ ہمارے لوگوں میں یہ بے دینی نہ پھیلائیں اور اسعد سے بھی کہہ دو کہ یہ طریقہ اچھا نہیں ہے۔ اسید قبیلہ عبدالاشہل کے ممتاز رؤسا میں سے تھے۔ اور سعد بن معاذ کے بعد اسید بن الحضیر کا بھی اپنے قبیلہ پر بہت اثر تھا۔ چنانچہ سعد کے کہنے پر وہ مصعب بن عمیر اور اسعد بن زرارہ کے پاس گئے اور مصعب سے مخاطب ہو کر غصہ کے لہجہ میں کہا۔ تم کیوں ہمارے آدمیوں کو بے دین کرتے پھرتے ہو اس سے باز آ جاؤ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ پیشتر اس کے کہ مصعب کچھ جواب دیتے اَسعد نے آہستگی سے مصعب سے کہا کہ یہ اپنے قبیلہ کے ایک بااثر رئیس ہیں ان سے بہت نرمی اور محبت سے بات کرنا چنانچہ مصعب نے بڑے ادب اور محبت کے رنگ میں اسید سے کہا۔ آپ ناراض نہ ہوں بلکہ مہربانی فرما کر تھوڑی دیر تشریف رکھیں اور ٹھنڈے دل سے ہماری بات سن لیں اور اس کے بعد کوئی رائے قائم کریں۔ اسید اس بات کو معقول سمجھ کر بیٹھ گئے، سعید فطرت تھے۔ مصعب نے انہیں قرآن شریف سنایا اور بڑی محبت کے پیرایہ میں اسلامی تعلیم سے آگاہ کیا۔ اسید پر اتنا اثر ہوا کہ وہیں مسلمان ہو گئے اور پھر کہنے لگے کہ میرے پیچھے ایک ایسا شخص ہے کہ جو اگر ایمان لے آیا تو ہمارا سارا قبیلہ مسلمان ہو جائے گا۔ تم ٹھہرو میں اسے بھی یہاں بھیجتا ہوں۔ یہ کہہ کر اسید اٹھ کر چلے گئے اور کسی بہانہ سے سعد بن معاذ کو مصعب بن عمیر اور اسعد بن زرارہ کی طرف بھجوا دیا۔ اس پر مصعب نے اسی طرح نرمی اور محبت کے ساتھ ان کو تبلیغ کی۔ ابھی زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ یہ بُت بھی رام تھا۔ چنانچہ سعد نے مسنون طریق پر غسل کر کے کلمہ شہادت پڑھ دیا اور پھر اس کے بعد سعد بن معاذ اور اسید بن الحضیر دونوں مل کر اپنے قبیلہ والوں کی طرف گئے اور سعد نے اُن سے مخصوص عربی انداز میں پوچھا کہ اے بنی عبدالاشہل تم مجھے کیسا جانتے ہو؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ ہمارے سردار اور سردار ابن سردار ہیں اور آپ کی بات پر ہمیں کامل اعتماد ہے۔ سعد نے کہا تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں جب تک تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ۔ اس کے بعد سعد نے انہیں اسلام کے اصول سمجھائے اور ابھی اس دن پر شام نہیں آئی تھی کہ تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا اور سعدؓ اور اسید نے خود اپنے ہاتھ سے اپنی قوم کے بت نکال کر توڑے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں: تیرہ نبوی کے ماہ ذی الحجہ میں حج کے موقع پر اوس اور خزرج کے کئی سو آدمی مکہ میں آئے۔ مصعب بن عمیر بھی ان کے ساتھ تھے۔ مصعب کی ماں زندہ تھی اور گو مشرکہ تھی مگر ان سے بہت محبت کرتی تھی۔ جب اسے ان کے آنے کی خبر ملی تو اس نے ان کو کہلا بھیجا کہ پہلے مجھ سے آ کر مل جاؤ پھر کہیں دوسری جگہ جانا۔ مصعب نے جواب دیا کہ میں ابھی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر پھر آپ کے پاس آؤں گا۔ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر اپنی ماں کے پاس گئے۔ وہ ان کو دیکھ کر بہت روئی اور بڑا شکوہ کیا۔ مصعب نے کہا ماں میں تم سے ایک بڑی اچھی بات کہتا ہوں جو تمہارے واسطے بہت ہی مفید ہے اور سارے جھگڑوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ مصعب نے آہستہ سے جواب دیا۔ بس یہی کہ بت پرستی ترک کر کے مسلمان ہو جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ وہ پکی مشرکہ تھی۔ سنتے ہی اس نے شور مچا دیا کہ مجھے ستاروں کی قسم ہے میں تمہارے دین میں کبھی داخل نہ ہوں گی اور اپنے رشتہ داروں کو اشارہ کیا کہ مصعب کو پکڑ کر قید کر لیں مگر وہ بھاگ کر نکل گئے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مصعب بن عمیر کا مزید ذکر انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان ہوگا۔

فرمایا آج دو جنازے پڑھانے ہیں ان میں سے ایک ہیں مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب ابن مکرم ملک مظفر احمد صاحب جو 22 رفروری کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملک منور احمد جاوید صاحب کے دادا حضرت ڈاکٹر ظفر چوہدری اور نانا حضرت شیخ عبدالکریم صاحب دونوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور صحابیت کا شرف پایا۔ 10 راگست 1983ء کو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں وقف زندگی کی درخواست کی جس پر حضور رحمہ اللہ نے 18 راگست 1983ء کو آپ کا وقف منظور فرمایا۔

جب یہ سرکاری نوکری کرتے تھے تو اس وقت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک دفعہ ملک صاحب نے کہا کہ

سروس کے دوران ہمارے ایک انچارج بڑے متعصب تھے، ایک بار وہ میرے پاس مباحثہ کے لئے پروفیسر خالد محمود صاحب کو لائے جو اس وقت کے بڑے جید عالم تھے۔ جب ان عالم صاحب سے کوئی بات نہ بن پڑی تو انہوں نے غصہ میں گالیاں دینا شروع کر دیں۔ تو کہتے ہیں میرے جو افسر تھے وہ ڈر گئے کہ کہیں معاملہ خراب ہی نہ ہو جائے۔ اس پر ان علامہ صاحب نے میرے انچارج کو حوصلہ دینے کے لئے کہا کہ ان لوگوں نے خدا، رسول اور کتاب پر اتنے ظلم کئے کہ اللہ ان لوگوں کو ہلاک کر دیتا لیکن یہ ہر بار اس وجہ سے بچ جاتے ہیں کیونکہ یہ اپنی نمازوں میں خوب روتے ہیں۔ تو مطلب یہی ہے کہ یہ ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ احمدیوں کی گریہ وزاری جو ہے وہ ان کے ہر وقت کام آتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آنکھیں بھی کھولے اور جو قوم کو انہوں نے غلط رستے پہ ڈالا ہوا ہے غلط رہنمائی کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ قوم کو ان کے دجل اور فریبوں سے بھی بچائے۔

حضور انور نے فرمایا جب میں ناظر اعلیٰ تھا تو اس وقت ناظر ضیافت بھی تھا اور یہ نائب ناظر ضیافت تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعتی اموال کا بڑے درد سے فکر رکھتے تھے اور حق بات کہنے سے کبھی نہیں رکتے تھے باوجود اس کے کہ میرے نائب تھے اگر جماعتی مفاد میں ان کے نزدیک کوئی چیز بہتر ہوتی اور میں نے کوئی اور بات کہی ہے تو بغیر جھجک میری رائے کے خلاف مشورہ دیتے اور کہتے کہ یہ اس طرح ہو تو زیادہ بہتر ہے اور یہی خوبی ہے جو ہر واقف زندگی میں ہونی چاہئے کہ اپنی رائے کو ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے صحیح طرح پیش کریں۔ خلافت سے وفا کا تعلق تو بہت بلند تھا جس کا اظہار ان کے ہر خط سے ہوتا تھا اور ہر ملاقات سے۔ اللہ تعالیٰ ان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے ان کے بیوی اور بچوں کو صبر اور حوصلہ بھی عطا فرمائے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی ان لوگوں کو توفیق بھی عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ ہے مکرم پروفیسر منور شمیم خالد صاحب ابن شیخ محبوب عالم خالد صاحب کا جو 16 رفروری 2020ء کو ربوہ میں تقریباً اکیاسی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ 1964ء میں ان کے نکاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا تھا کہ پروفیسر منور شمیم خالد جو میرے گہرے دوست پروفیسر محبوب عالم خالد صاحب کے بیٹے ہیں مجھے اپنے بیٹوں کی طرح عزیز ہیں۔

منور شمیم خالد صاحب بیشمار خوبیوں کے مالک تھے سب سے پہلا وصف خلیفہ وقت سے والہانہ محبت اور عقیدت اور اطاعت تھی۔ پابند صوم و صلوۃ، تہجد گزار۔ کالج میں کچھ عرصہ میں بھی ان کا شاگرد رہا ہوں اور اس کے بعد جب میں امیر مقامی ناظر اعلیٰ تھا تو انتہائی ادب اور احترام کا سلوک انہوں نے مجھ سے رکھا۔ کبھی یہ تاثر نہیں دیا کہ تم میرے شاگرد رہے ہو۔ نظام خلافت اور نظام جماعت کے انتہائی درجہ پابندی کرنے والے اور اطاعت کرنے والے تھے اور خلافت کے بعد بھی ان کا تعلق جو اظہار تھا وہ غیر معمولی تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے ان کے لواحقین کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB